© rasailojaraid.com

ڈی - اے - ہیریسن قربان

مسیحی مثنویاں

اصناف سخن میں مثنوی بہت اہم اور دل چسپ صنف ہے۔ اس کا دامن بہت وسیع ہے۔ بقول صاحبِ "شعرالعجم" "اس میں عشق و محبت کے جذبات بھی ہوتے ہیں، مدح وستائش بھی کہی جاتی ہے، باغ و راغ اور دشت وجبل کے مناظر بھی دکھائے جاتے ہیں، نوحہ اور ماتم بھی کیا جاتا ہے، تاریخی واقعات بھی بیان کیے جاتے ہیں، قصّہ اور داستان بھی سنائی جاتی ہے۔

یہ ایک مسلسل نظم ہوتی ہے۔ اس کے اشعار ایک دوسرے سے اس طرح مربوط ہوتے ہیں جس طرح زنجیر کی ایک کڑی دوسری سے وابستہ ہوتی ہے۔ کچھ دیگر علماء نے طرزِ اظہار کی دل کشی، زبان کی صفائی، روانی اور جذبات نگاری کو اہمیت دی ہے۔

مسیحی شعراء ہمیشہ اردو ادب کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اردو ادب کے ہر پہلو کو سنوارا ہے۔ چنانچہ کچھ شعراء نے مثنوی میں بھی زورِ قلم دکھایا ہے، حالانکہ ان مثنویوں کو وہ شہرت نصیب نہیں ہوئی۔ شاید اس لیے کہ وہ اپنے محدود حلقے سے باہر نہیں نکلے۔

غالباً ۱۸۷۵ء کے آس پاس لاہور میں سب سے پہلی مسیحی مثنوی "آفتاب صداقت" کے نام سے شائع ہوئی تھی، جو اب نایاب ہے۔ اس میں انجیلِ مقدس کی پہلی کتاب متی کے ۲۸ ابواب کو منظوم کیا گیا ہے۔ افسوس اس شاعر کا صحیح نام و تخلص نہیں ملتا، لیکن شاعر کے قادر الکلام ہونے میں شک نہیں۔ ملاحظہ ہوں یہ اشعار

اقوالِ حضرت مسیح

مگر تم نہ کرنا کبھی ایسا کام
جو چاہے بڑا ہونا، ہو وہ غلام
کہ ہے ابنِ آدم[1] نہیں اس لیے
کہ خدمت کو لے بلکہ خدمت کرے
ہو افسوس تم پر نویسندگاں
ریاکار تم جو فریسی[2] ہو یاں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ پیالے کو کرتے ہو باہر سے صاف
ہے اندر مگر لوٹ سب جو خلاف
اے اندھے فریسی رکابی و جام
کرو صاف اندر و باہر مدام

اس میں عہد کی رائج زبان کا استعمال ہوا ہے۔

اس کے بعد جناب عیسیٰ چرن صدا لکھنوی کی مثنوی وجود میں آئی۔ آپ ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے تھے۔ طالب علمی کے زمانے سے ذوقِ مطالعہ گہرا تھا۔ اساتذہ کے دیوان پڑھ ڈالے اور شعر موزوں کرنے لگے۔ ۱۸۹۳ء میں لکھنؤ آ گئے۔ یہاں حضرت امانت لکھنوی کے فرزند سیّد عباس حسین صاحب فصاحت کے زیرِ ہدایت میدانِ سخن میں شہ سواری کرنے لگے۔

پہلے آپ نے بائیبل کا منظوم ترجمہ کرنا شروع کیا، لیکن صرف پہلی کتاب "پیدائش" کا ترجمہ کر رہے تھے کہ آپ کی نظر ملٹن کی شہرہ آفاق انگریزی مثنوی پیراڈائس لاسٹ (Paradise Lost) پر پڑی۔ آپ نے اُسے "فردوسِ گم شدہ" کے نام سے اُردو میں منتقل کیا۔ یہ ۱۹۱۴ء میں مطبع دلگداز لکھنؤ سے شائع ہوئی اور دوسری بار ۱۹۵۵ء میں بزنس پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ مولانا محمد عبدالحلیم شرر نے دیباچہ لکھا۔ مدّت سے تاریخی ڈراموں، ناولوں اور مختلف نظموں کا ترجمہ شائع ہو گیا لیکن کسی کو ملٹن شاعر کی معرکتہ الآرا مثنویوں "پیراڈائس لاسٹ" اور "پیراڈائس ری گینڈ" (فردوس مفتوحہ) کی طرف توجہ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس کے دو سبب ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ملٹن کے خیالات اور محاسنِ شاعری کو اُردو لباس پہنانا اتنا مشکل کام تھا کہ اس کا حوصلہ کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی اور دوسرا سبب غالباً یہ تھا کہ وہ مثنویاں مسیحیت سے بندھی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے تنگ خیال انہیں مذہبی کتابیں خیال کرتے ہیں، لیکن سچ یہ ہے، کہ ایسی بیش بہا نظم کو بے توجہی کی نظر سے دیکھنے کے لیے یہ دونوں عذر قبول نہیں ہو سکتے۔ ہم کو مسٹر عیسیٰ داس چرن صدا قائم مقام ڈپٹی انسپکٹر مدارس لکھنؤ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس لاجواب نظم کو اردو شاعری کا لباس پہنانے پر آمادہ ہوئے۔

آخر میں رقم طراز ہیں کہ ایسی اعلیٰ درجہ کی نظم کا اُردو میں ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کسی زبان کی نظم کا ترجمہ دوسری زبان میں غیر ممکن اور منجملہ محالات ہے۔ نہ ابھی ایسے شعرائے اُردو ہی ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں جو اس انگریزی مثنوی کا ترجمہ اُردو نظم میں کر سکیں، اور نہ ابھی اردو زبان ہی انگریزی زبان سے اس قدر قریب اور مانوس ہوئی ہے کہ اس کے شاعرانہ محاسن دلچسپی کے ساتھ ادا ہو سکیں، جس طرح کہ اُردو کے محاسن انگریزی میں ادا نہیں ہو سکتے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صدا نے کوشش کی ہے کہ ملٹن کے خیالات اور مثنوی کے پلاٹ اور واقعات کو زبانِ اُردو جاننے والوں کے لیے منتقل کردیں جو دراصل ایک بڑا اور بڑی ہمت کا کام ہے۔

"پیراڈائزری گینڈ" سے متعلق سیّد محمد حسین افقر موہانی وارثی فرماتے ہیں۔ "ایک تو الہامی واقعہ، دوسرے مسٹر صدا کی نازک خیالی و سحر آفرینی، پھر مثنوی کی طرح داری ان تمام خوبیوں نے اور بھی جلا دے کر ہر دو کتب کو غایت درجہ دلچسپ بنا دیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

نمونہ: شیطان کی گفتگو اپنے ہمسفر ساتھیوں کے ساتھ

بہشت اور دوزخ ہیں یکساں ہمیں — نہیں ہم کو پروا کہیں ہم رہیں
زمین و مکاں میں یہ طاقت نہیں — اور اللہ میں یہ قدرت نہیں
غلامی سے جنّت کی بہتر ہے وہ — کہ کیچڑ میں مانندِ گوہر ہے
وہ جہنم میں بھی گروہ ہو خوب ہے — ہر اک حال میں ہم کو مرغوب ہے
حکومت و شاہی میں ہے وہ مزا — ہے مشتاق جس کا سدا حوصلا
یہاں بادشاہی کریں گے ضرور — غلامی رہے گی سدا ہم سے دُور
اسے جائے راحت بنائیں گے ہم — ہُنر کام میں اپنے لائیں گے ہم
جو دل خوش ہو یاں تو یہی ہے بہشت — بنے خوب جا جو کہ ہے جائے زشت
جہنم کو فردوس کر دے وہی — نظر آئیں آرام و راحت سبھی
ڈر اک دل کو قدرت یہ ہے بالیقین — الگ اس کی جا ہے، الگ سرزمیں

پھر ۱۹۲۶ء میں صدا صاحب نے دوسری مثنوی "سمون محزوں" نے لکھی۔ سیّد افقر موہانی وارثی نے دیباچہ رقم فرمایا۔ یہ ۱۹۵۴ء میں دوبارہ شائع ہوئی، جس کا دیباچہ علی بخش ایڈیٹر "آمد" نے لکھا۔ ۱۹۲۸ء میں آپ نے "نغمہ ہائے صدا" شائع کیا۔ اس میں اخلاقی، معاشرتی اور تمدّنی اصلاحات سے متعلق مضامین پر کلام شامل ہے۔

ایک دوسری مثنوی "یسوع مسیح کی زمینی زندگی" ہماری نظر سے گزری۔ اس کے مصنف پروفیسر ای - احمد - شاہ ایم - اے - بی لٹ (آکسفورڈ) ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۷ء میں ہوئی۔ ۱۹۱۳ء سے ۱۹۴۸ء تک لکھنؤ یونیورسٹی میں پروفیسر رہے۔ قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی سے الٰہیات میں ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۷ء تک یو۔ پی کونسل کے ممبر رہے۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۵ء تک گورنمنٹ آف انڈیا کی نیشنل کونسل کے ممبر رہے۔

آپ نے حضرتِ مسیح کی مکمل زندگی کو جو چارانا جیل پر مشتمل ہے، مثنوی میں قلمبند کرنے کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوشش کی ہے۔ آپ فنِ شاعری سے نابلد تھے۔ اس لیے خود مثنوی کو تُک بندی کہا ہے۔ یہ مثنوی ان کے مذہبی جوش و خروش اور حضرت مسیح سے ان کی محبت کی عکاسی کرتی ہے۔ وہ وزن، بحر اور قوافی کو قائم نہ رکھ سکے۔ محض سوانح مسیح لکھنے پر اکتفا کیا —— اس کی اشاعت ۱۹۷۹ء میں دیر ملاپ پریس حیدر آباد سے ہوئی۔ فرماتے ہیں۔

> یہ کتاب یعنی "یسوع مسیح کی زمینی زندگی" کے تاریخی حالات جو کہ منظوم تُک بندی (بلینک ورس) میں لکھے گئے، تقریباً بارہ برس میں لکھے گئے ہیں۔ لکھنے والا شاعر نہیں، مگر ڈاکٹر محمد اقبال جو اس کے ایم - اے کلاس کے پروفیسر لاہور گورنمنٹ کالج میں تھے اور پروفیسر محمد اسماعیل جو اُن کے بہنوئی تھے ان دونوں کی تحریک سے یہ تُک بندی منظوم لکھی گئی۔

فرماتے ہیں۔

جیسے اوپر میں نے بیان کر دیا
یہ اُنیس سو نو دس میں ہونے لگا
پر اُنیس گیارہ میں جب گھر گیا
تو اقبال صاحب کا اثر بڑھ گیا
لکھنو شہر میں ایک شاعر ملا
جنھوں نے یہ تحریک، جذبہ دیا

انیس سو سترہ تک اٹھارہ فروری ۱۲۶۰ تک بندیاں لکھیں

تعجب ہے کہ ڈاکٹر اقبال کی تحریک سے مثنوی لکھی گئی اور علامہ سے استفادہ نہیں کیا گیا۔ گمان غالب ہے کہ انھوں نے اقبال صاحب کو مثنوی دکھائی ضرور ہو گی، لیکن حیرت ہے کہ انھوں نے فنِ شاعری کے بارے میں کیوں راہ نہیں دکھائی اور مثنوی کو کسی ہم عصر شاعر سے درست کرنے کی صلاح کیوں نہیں دی۔ بہر حال نمونہ ملاحظہ ہو۔

حضرت جبرئیلؑ (فرشتہ) حضرت مریم پر ظاہر ہو کر ولادت مسیحؑ کی بشارت دیتے ہیں۔

جب اس بات کو ہو چکے ماہ چھ
تو جبریل پھر ایک مژدہ کو لے
گیا ناصرت شہر مریم کی پاس
لگی ساتھ جس کے تھی مریم کی آس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرشتہ نے مریم کو کہہ کے سلام
کہا اے پسندیدہ تو نیک نام
خدا ساتھ تیرے مبارک ہے تو
سب عالم سے افضل مبارک ہے تو
خداوند تعالیٰ کی قدرت کمال
کرے گی تجھے فضل سے مالا مال

تعلیماتِ مسیح

کرو پیار دشمن کو ہر دم گھڑی

جو لعنت کریں چاہو برکت بڑی
رکھیں کینہ، اُن کا بھلا تم کرو
جو دکھ دیں، ستائیں دُعا تم کرو
مگر دشمنوں کو کرو تم پیار
بھلا چاہو تم غیر کا بار بار

مسیحی موضوعات پر حال میں لکھی گئی مثنوی "داستانِ عجب" عرف "حیاتِ مسیح" (اشاعت ۱۹۷۷ء) ہے۔ یہ راقم الحروف نے تحریر کی ہے۔ مشہور و معروف مسیحی شاعر و ادیب طالب شاہ آبادی کے الفاظ میں

> مسیحی شعراء میں قربان پہلے شاعر ہیں جنھوں نے یسوع مسیح کی داستانِ حیات اور آپ کے ارشادات کو مثنوی کی مقبول ترین بحر میں نظم کیا ہے۔ یہ تازہ ترین مثنوی اردو مسیحی مذہب سے متعلق پہلی طبع زاد مثنوی کا درجہ رکھتی ہے۔ "داستانِ عجب" میں مختلف کردار پائے جاتے ہیں اور ہر شخص کے کردار کا بیان اس کی شخصیت کے پیش نظر نہایت موزوں الفاظ میں کیا گیا ہے۔ حضرت مریم باکرہ سے متعلق دیکھیے۔

وہ ماں کی دُلاری تھی جانِ پدر — غرض تھی وہ دونوں کی نورِ نظر
عبادت سے آٹھوں پہر کام تھا — لبوں پر خداوند کا نام تھا
زبور اور توریت پڑھنا تھا کام — صحیفے تھے نبیوں کے از بر تمام
بہر طور لڑکی وہ معقول تھی — خدا کی نظر میں بھی مقبول تھی
نہ گڑیوں سے رغبت نہ کھیلوں کا ذوق — نہ زیور کا ارماں نہ کپڑوں کا شوق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خدا، باپ، ماں کے وہ فرمان پر — تھا قربان سب ان کے ارمان پر
تھی یوسف سے منسوب یہ نازنیں — وہ خورشید صورت تھا یہ مہ جبیں

اس کے بعد ۱۹۸۵ء میں ایک اور مثنوی "باغِ عدن" عالم وجود میں آئی۔ اس کے شاعر ہیں جناب ایم - ایم فلپ میگ اجمیری۔ آپ کی ولادت نومبر ۱۹۱۴ء میں اجمیر میں ہوئی اور تاریخ وفات ۲۱ دسمبر ۱۹۸۶ء ہے۔ بچپن سے شاعری کا شوق رہا۔ جناب جے - آر - پال، نادر شاہجہاں پوری اور ایس - ایس - ہینسن ریحانی لکھنوی سے تلمذ رہا۔

یہ مثنوی "باغِ عدن" اور حضرت آدم وحوّا کی تخلیق سے شروع ہوتی ہے اور حضرت عیسیٰ مسیح کی حیات پر ختم ہوتی ہے۔ مثنوی میں آئی بائیبل کی تلمیحات نیز دیگر تشبیہات وغیرہ کی توضیح شامل کر دی گئی ہے۔ ابتدائیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

خاک سے پیدا بشر اُس نے کیا — خاک کے پُتلے کو اپنا دم دیا
آدمی کا نام آدم رکھ دیا — جس سے کہ ظاہر ہوئی شانِ خدا
اُس کی پسلی سے نکالی ایک زن — نام حوّا دے دیا آدم مگن
عدن کے باغ میں رکھا اُنہیں — دے دیا پھل پھول کا کھانا اُنہیں

مقدسہ مریم علیہا السلام کا یوں ذکر کیا ہے۔

اک کنواری نام مریم مہ جبیں — پاک داماں، نوجواں، یکتا، حسیں
وہ حیا کے باغ کی بھی ناک تھی — وہ نظر میں بھی خدا کی پاک تھی
ہو گئی یوسف سے منگنی بالیقیں — مرد کو اس نے مگر جانا نہیں

حضرتِ مسیح علیہ السلام سے متعلق ارشاد ہوا ہے۔

تھا لباس ابنِ مریم نُور کا — پیکر خاکی میں حق مستور تھا
ہر مریض جاں بلب سے بات کی — زندگی بخشی کسی کو آنکھ دی
اس قدر اس نے کیا سب کا بھلا — کہہ اُٹھی دنیا محبت کا خدا

مثنوی میں بے حد اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ مثلاً طوفانِ نوح علیہ السلام کو صرف دو اشعار میں سمو دیا۔

اُس کا بھڑکا ان پہ کچھ ایسا غضب — آب میں تھے غرق سارے بے ادب
بچ گیا بس نوح کا اک خاندان — تھیں سفینے میں بچیں وہ ساری جاں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

استاذی علامہ بشیشور پرشاد منوّر لکھنوی نے بھی بائیبلِ مقدس کو منظوم کرنے کا عزم کیا تھا۔ وہ اوّل کتاب پیدائش کے صرف دو ابواب کے ۲۴۳ اشعار منظوم کر سکے تھے کہ ظالم موت نے ان کا یہ کارنامہ مکمل کرنے کی مہلت نہ دی۔ ملاحظہ ہوں یہ چند غیر مطبوعہ اشعار

ہوئی قدرتِ حق عیاں سب سے پہلے — بنائے زمیں آسماں سب سے پہلے
خدا نے سخن یہ زمیں پر اُتارا — کہ ہو جائے تابندگی آشکارا
اسی کام سے کام رکھا خدا نے — اُجالے کا دن نام رکھا خدا نے
کیے ایسے جاں دار خالق نے پیدا — تھے حرکت کے آثار جن میں ہویدا
تھا پھر ذاتِ باری کا ارشاد والا — ہوئی ہے یہ تخلیق اعلیٰ سے اعلیٰ
مگر آؤ اک خاص ہستی بنائیں — بشکلِ بشر عکس اپنا دکھائیں
بنا روپ انسان کا سب سے اعلیٰ — خدا نے اسے اپنے سانچے میں ڈھالا
زن و مرد دونوں کو اس نے بنایا — جہاں گرد دونوں کو اس نے بنایا
کیا سلسلہ اُس نے خلقت کا جاری — ہوئی آئینہ قدرتِ کردگاری
یہ تناسب سے برتر یہ تناسب سے اعلیٰ — اب انسان کا جسم تناسب سے اعلیٰ

کاش یہ مثنوی مکمل ہو جاتی تو اردو ادب میں بیش بہا اضافہ ہوتی۔

حواشی

۱۔ حضرت مسیح
۲۔ مذہبی علماء
۳۔ شاعر کا نام نہیں کھلتا۔

© rasailojaraid.com